سوال

(24) پردے کی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آپ نے نقاب کی حمایت اوراسے بدعت قراردینے والوں کی مخالفت میں جوکچھ لکھا ہے اسے ہم نے پڑھا۔ آپ نے واضح کردیا ہے کہ نقاب کا رواج کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اس کا چلن ہمارے سلف صالحین کے زمانے میں بھی تھا۔ اسے بدعت نہیں قراردیا جا سکتا۔ اسے بدعت قراردینے والے دراصل چاہتے ہیں کہ ہماری عورتیں بھی بے نقاب ہو کر مغربی عورتوں کی طرح شمع محفل بن کر رہ جائیں۔ آپ نے جوکچھ لکھا ہے بہت خوب لکھا ہے اور حق وانصاف کی بات کہی ہے۔ لیکن ہمارے معاشرے میں ایسے لوگ بھی ہیں جو نقاب کولازمی اور فرض سمجھتے ہیں ان کے بہ قول عورتوں کا چہرہ کھلارکھنا حرام ہے۔ یہ لوگ وقتاً فوقتاًان عورتوں کواپنی سخت تنقید کا نشانہ بناتے رہتے ہیں جو پردہ توکرتی ہیں لیکن چہرہ کھلارکھتی ہیں ان کا دعوی ہے کہ ایسی عورتیں قرآن وسنت کی خلاف ورزی کررہی ہیں اورچہرہ کھلارکھنے کی وجہ سے بڑے گناہ میں مبتلاہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اسلام میں پردہ واجب اور فرض ہے لیکن نقاب لگانا اورچہرے کوچھپا کر رکھنا ہمارے نزدیک بھی لازمی اور ضروری نہیں ہے ہمارے پاس اتنا علم نہیں ہے کہ ہم ان سخت گیر قسم کے لوگوں کو سمجھا سکیں۔ امید ہے کہ آپ اس موضوع پر باالتفصیل روشنی ڈالیں گے۔

بہ راہ مہربانی آپ یہ کہہ کرٹالنے کی کوشش نہ کریں کہ ہم آپ کی فلاں فلاں کتاب میں اس موضوع کوپڑھ لیں کیوں کہ بہت کچھ لکھنے کے باوجودبات بحث ومباحثہ کا موضوع بنی ہوئی ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

ہم نے اس موضوع پر اپنی کتاب "اسلام میں حلال وحرام "اور دوسری کتابوں میں بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے لیکن ہماری بہنیں اور بیٹیاں چاہتی ہیں کہ میں مزید تفصیل کے ساتھ اس موضوع پر لکھوں حالانکہ مجھے یقین ہے کہ اس طرح کے مختلف فیہ مسائل ہمیشہ موضوع بحث بنے رہیں گے چاہے ان پر ہزاروں کتابیں لکھ دی جائیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر انسان دوسرے انسان سے مزاج عقل اورپسندوناپسند میں مختلف ہوتا ہے۔ بعض لوگ فطری طورپر سخت مزاج ہوتے ہیں اس لیے دینی مسائل میں سخت موقف اپناتے ہیں اور بعض لوگ نرم مزاج ہوتے ہیں اس لیے شرعی مسائل میں بھی نرم پہلوؤں کوترجیح دیتے ہیں۔ بعض لوگ کم عقل ادر کوتاہ فہم ہوتے ہیں اس لیے قرآن وسنت کی باریکیوں کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں جب کہ بعض لوگ دینی مسائل کو سمجھنے میں خداداد صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ فقہی مسائل میں اختلاف ہمارے لیے رحمت ہے۔ مسائل میں اختلاف کودیکھ کرگھبرانے اورپریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ اس اختلاف سے ہماری شریعت میں وسعت آتی ہے اور مختلف راویوں میں سے کسی ایک رائے کو اختیار کرنے کی آزادی ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین بھی مسائل میں اختلاف کرتے تھے لیکن ان میں سے ہر ایک اپنے سینے میں اتنی وسعت رکھتا تھاکہ دوسروں کی رائے اختیار کرنے میں اسے کوئی تامل نہیں ہوتا تھا اورنہ اس اختلاف کی وجہ سے ان کے درمیان کسی قسم کی کوئی رنجش پیدا ہوتی تھی۔

اس تمہید کے بعد میں اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کے زمانے ہی سے فقہائے کرام کی اکثریت کا موقف یہ رہا ہے کہ پردے میں نقاب کا استعمال لازمی اور ضروری نہیں ہے اور یہ کہ چہرہ اور ہاتھ کھلا رکھا جا سکتا ہے۔ ذیل میں میں ہر مسلک کا موقف مختصراً بیان کرتا ہوں۔

(1)امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

احناف کی مشہور کتاب "الاختیار لتعلیل المختار" میں اس موضوع پر یوں بحث کی گئی ہے۔

’’کسی اجنبی عورت کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے سوائے اس کے چہرے اور ہاتھ کے۔‘‘

بشرطے کہ چہرہ اور ہاتھ دیکھنے میں کوئی جنسی لذت نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پیر بھی کھلا رکھا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ کام کاج اور گھریلو مصروفیات کی وجہ سے جس طرح ہاتھ کھلا رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح پیر کا کھلا رکھنا بھی ضروری محسوس ہوتا ہے۔"

(2)امام مالک کا مسلک

مالکی مسلک کی مشہور کتاب "اقرب المسالک الی مذہب مالک" کی عبارت کچھ یوں ہے۔

’’غیر محرم مرد کے سامنے عورت کا پورا بدن ستر ہے سوائے اس کے چہرے اور ہاتھ کے کیوں کہ یہ دونوں چیزیں ستر میں شامل نہیں ہیں۔ اور ان کا کھلا رکھنا جائز ہے۔ بشرطے کہ شہوت کی نظر نہ ہو۔‘‘

(3)امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

شافعی مسلک کی مشہور کتاب "المھذب" میں اس موضوع پر اس طرح روشنی ڈالی گئی ہے۔

’’آزاد عورت کا پورا بدن ستر ہے سوائے اس کے چہرے اور ہاتھ کے۔ کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں عورت کو ہاتھ میں دستانہ اور چہرہ پر نقاب لگانے سے منع فرمایا ہے۔ اگر چہرہ اور ہاتھ بدن کے دوسرے اعضاء کی طرح ان کا چھپانا بھی ضروری ہوتا اور اس لیے بھی کہ کام کاج کی وجہ سے ان کا کھلا رکھنا ضروری ہوتا ہے اور ان کے چھپانے میں زبردست اذیت اور پریشانی ہے۔‘‘

(4)امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک

حنبلی مسلک کی مشہور کتاب "المغنی" میں کچھ اس قسم کے الفاظ ہیں۔"

’’حنبلی مسلک میں اس بات پر اختلاف نہیں ہے کہ عورت کے لیے چہرہ اور ہاتھ کھلا رکھنا جائز ہے البتہ ان کے علاوہ کچھ اور کھلا رکھنا جائز نہیں ہے۔‘‘

یہ تو ہوئی چاروں مشہور مسالک کی رائے ان کے علاوہ بھی دوسرے مشہور اور قابل قدر علماء اور فقہاء ہیں جن کی یہی رائے ہے۔ چنانچہ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ بھی عورت کے ستر سے چہرے اور ہاتھ کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں جیسا کہ ان کی کتاب "المحلی" میں درج ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "المجموع" میں اس موضوع پر علماء کی رائے لکھتے ہوئے کہتے

ہیں ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ مالک رحمۃ اللہ علیہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ ابوثور رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے بہت سارے علماء کی رائے یہ ہے کہ عورت کا پورا بدن ستر ہے۔ سوائے اس کے چہرے اور ہاتھ کے۔ یہی مسلک امام داوَد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ یہ تمام علمائے کرام اپنے مسلک کی حمایت میں جو دلیلیں پیش کرتے ہیں انھیں میں ذیل میں مختصراً بیان کرتا ہوں۔

(1)قرآن کی آیت :

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

''اور وہ اپنی زینت وزیبائش کھلانہ رکھیں مگر وہ جو خود بخود ظاہر ہوجائے''

کی تفسیر میں صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کی اکثریت إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے مراد چہرہ اور ہاتھ لیتی ہے صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اور تابعین کے اس موقف کی تائید ابوداوَد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حدیث کرتی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائیں۔ ان کے بدن پر باریک اور شفاف کپڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نگاہیں پھیر لیں اور فرمایا کہ اے اسماء عورت جب بالغ ہوجائے تو مناسب نہیں ہے کہ اس کے بدن کا کوئی حصہ نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے اور آپ نے چہرے اور ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔ اس مفہوم کی دوسری حدیثیں بھی ہیں۔

(2)سورہ نور کی آیت وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے "خمار" سے اپنے سینے کو ڈھک کر رکھیں۔ "خمار" وہ دوپٹا ہے جسے عورتیں اپنے سر پر رکھتی تھیں اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ سر کے دوپٹے سے سر کے علاوہ سینے کو بھی ڈھک کر رکھیں۔ اگر چہرہ چھپانا ضروری ہوتا تو انھیں سینہ کے ساتھ چہرہ چھپانے کا بھی حکم دیا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں چہرے کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ صرف سینہ کا ذکر کیا ہے۔ اس سے اس بات کی صراحت ہوجاتی ہے۔ کہ چہرہ چھپانا ضروری نہیں ہے۔

(3)سورہ نور کی آیت قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ میں اللہ نے مردوں کو حکم دیا ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں یعنی خواہ مخواہ عورتوں پر نگاہیں نہ ڈلتے پھریں۔ کسی موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بار بار کسی خوبصورت عورت کی طرف مڑ مڑ کر دیکھ رہے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا :

"لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ، فَإِنَّ لَكَ الْأُولَى وَلَيْسَتْ لَكَ الْآخِرَةُ" (ترمذی)

''ایک نظر کے بعد دوسری نظر مت ڈالو کیوں کہ پہلی نظر تو جائز ہے لیکن دوسری نہیں''

غور طلب بات یہ ہے کہ عورتیں اگر مکمل برقع پوش ہوں اور ان کے ہاتھ اور چہرے بھی نظر نہ آئیں تو پھر نگاہیں نیچی رکھنے اور ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالنے کا حکم کیا معنی رکھتا ہے۔

نظر بار بار ادھر اٹھتی ہے جہاں کشش ہوتی ہے۔ اور یہ کشش عورت کے چہرے میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو یہ حکم نہیں دیا کہ تم اپنی اس کشش کو چھپا کر رکھو بلکہ مردوں کو حکم دیا کہ نگاہیں نیچی رکھو اور بار بار اس پر کشش چیز کی طرف نگاہ نہ اٹھاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں اپنا چہرہ کھلا رکھتی تھیں۔ اسی لیے مردوں کو حکم دیا گیا کہ تم اپنی نگاہیں نیچی رکھو اور بار بار ان کی طرف نہ دیکھو۔ اگر چہرہ چھپانا ضروری ہوتا تو عورتوں کو بھی حکم دیا جاتا کہ اپنے چہرے کو چھپا کر رکھو اور ایسی صورت میں مردوں کو نظر نیچی رکھنے کا حکم نہیں دیا جاتا۔

(4)اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے :

لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَاءُ مِن بَعدُ وَلَا أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِن أَزوٰجٍ وَلَو أَعجَبَکَ حُسنُهُنَّ ... ٥٢ ... سورة الأحزاب

''اس کے بعد تمھارے لیے عورتوں سے شادی کرنا حلال نہیں ہے اور نہ یہ حلال ہے کہ ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لے آؤ خواہ ان عورتوں کا حسن تمھیں کتنا ہی بھلا کیوں نہ لگے۔''

سوچنے کی بات ہے کہ اگر چہرہ کھلا نہ ہو تو کسی کو کیسے معلوم ہوگا کہ فلاں عورت خوبصورت ہے یا بد صورت۔ کیوں کہ چہرے ہی سے عورت کی خوب صورتی یا بد صورتی کا حال معلوم ہوتا ہے۔ اس آیت سے واضح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں چہرہ کھلا رکھتی تھیں اور عین ممکن تھا کہ اپنے حسن کی وجہ سے کوئی عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آجائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اب مزید شادی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کر دیا۔

(5) دلائل اور حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں پردہ کرتی تھیں لیکن نقاب کا استعمال نہیں کرتی تھیں اور چہرہ کھلا رکھتی تھیں مثال کے طور پر چند دلیلیں پیش کر رہا ہوں۔

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کسی عورت پر پڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عورت اچھی لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان سے اپنی جنسی خواہش پوری کی اور فرمایا:

"أَنّ رَسُولَ اللّهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَأَی امرَأَةً، فَأَتَی امرَأَتَهُ زَینَبَ وَهِیَ تَمعَسُ منِیئَةً لَهَا، فَقَضَی حَاجَتَهُ، ثُمّ خَرَجَ إِلَی أَصحَابِهِ فَقَالَ: (إِنّ المَرأَةَ تُقبِلُ فِی صُورَةِ شَیطَانٍ، وَتُدبِرُ فِی صُورَةِ شَیطَانٍ، فَإِذَا أَبصَرَ أَحَدُکُم امرَأَةً فَلیَأتِ أَهلَهُ، فَإِنّ ذَلِکَ یَرُدُّ مَا فِی نَفسِهِ" (مسلم)

''عورت شیطان کی صورت میں آتی اور جاتی ہے (اسے دیکھ کر آدمی بہکنے کی پوزیشن میں ہو جاتا ہے) پس اگر تم میں سے کوئی کسی عورت کو دیکھے اور وہ اسے اچھی لگے تو اسے چاہیے کہ اپنی بیوی کے پاس چلا جائے۔ کیوں کہ یہ چیز اس کے دل میں جو خواہش ہے اسے ختم کر دے گی۔''

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جس عورت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پڑی تھی اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ اور اسی وجہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھی لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ انسان تھے اور بشری تقاضے کے تحت ان کے دل میں بھی جنسی خواہشیں پیدا ہوتی تھیں لیکن ایسے موقعے پر کوئی غلط قدم اٹھانے کے بجائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیوی کے پاس چلے آتے اور ان سے اپنی ضرورت پوری کرتے۔ اور یہی تعلیم آپ نے اپنی امت کو بھی دی ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ جس طرح آپ نے اپنی امت کو غلط حرکت کی بجائے اپنی بیوی کے پاس جانے کا حکم دیا ہے اسی طرح عورتوں کو بھی چہرہ ڈھک کر رکھنے کا حکم دے سکتے تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی ایسا حکم نہیں دیا۔

اسی طرح ایک حدیث بخاری اور مسلم کی ہے جس کی روایت حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کے پاس اس لیے آئی ہوں کہ خود کو آپ کے حوالہ کردوں (آپ سے شادی کرلوں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی طرف نظر اٹھائی اور دیر تک اسے دیکھتے رہے پھر نظر گھمالی۔ عورت نے سمجھ لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں اور اس کے ساتھ شادی کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ پھر بھی وہ بیٹھی رہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین بھی تشریف فرما تھے۔ ایک صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ اس سے شادی نہیں کرنا چاہتے تو میری شادی کرا دیجیے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ مسلم عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کے پاس آکر بیٹھی اور اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا جبھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف دیر تک دیکھتے رہے۔ اس کا چہرہ کھلا ہونے کی وجہ سے کسی اور صحابی کو وہ عورت پسند آگئی اور انھوں نے شادی کی درخواست کر ڈالی۔

سنن نسائی کی ایک حدیث ہے جس کی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر قبیلہ خثعم کی ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ

سوال کرنے آئی ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی فضل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ۔ وہ اس عورت کی طرف بار بار مڑ کر دیکھنے لگے کیوں کہ وہ خوب صورت تھی ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فضل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ دوسری طرف کر دیتے تھے ۔

اگر چہرہ چھپانا ضروری ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کو بھرے مجمع میں چہرہ کھلا رکھنے پر یقیناً تنبیہ کرتے اور خاص کر ایسی حالت میں کہ لوگ اس کے حسن کی وجہ سے اس کی طرف متوجہ ہو رہے تھے سنن ترمذی میں یہی روایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے مذکور ہے ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن دوسری طرف موڑ دی ان کے والد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ نے فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گردن دوسری طرف کیوں گھمائی ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں نے ایک نوجوان لڑکے اور نوجوان لڑکی کو اس حالت میں دیکھا کہ شیطان انھیں بہکانے میں مصروف تھا ۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر چہرہ کھلا رکھنا جائز نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کو اس کے کھلے چہرے پر ضرور تنبیہ کرتے ۔ خاص کر ایسی حالت میں کہ شیطان ان دونوں کو بہکانے کی کوشش کر رہا تھا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو چہرہ ڈھکنے کی بجائے صرف فضل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ اپنا رخ دوسری طرف کر لیں ۔ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی کام کی وجہ سے عورت سے بات کرنا ضروری ہو اور شیطان کے بہکانے کا خوف نہ ہو تو اس کی طرف دیکھنا بھی جائز ہے ۔

ایسی ہی ایک حدیث بخاری شریف میں ہے جس کی روایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز کے لیے گیا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے سے قبل نماز پڑھائی پھر عورتوں کی طرف تشریف لے گئے اور انھیں نصیحتیں کیں اور فرمایا کہ عورتو! تم صدقہ دیا کرو کیوں کہ تم میں اکثریت جہنم کی ایندھن ہے ۔ جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر ایک معزز عورت کھڑی ہوئی اور اس کے دونون گال سرخ مائل کالے ہو رہے تھے ۔ اس نے دریافت کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں عورتوں کی اکثریت جہنم کی ایندھن کیوں بنے گی ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ۔ "اس لیے کہ تم بہت زیادہ شکایتیں کرتی ہو اور اپنے شوہر کی نافرمانی کرتی ہو ۔ چنانچہ عورتوں نے صدقہ کرنا شروع کیا ۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے اور عورتیں اپنے کان کی بالیاں اور انگوٹھیاں اتار اتار کر اس میں رکھنے لگیں ۔ "

اس روایت سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا چہرہ کھلا ہوا تھا جبھی تو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہو سکا کہ اس عورت کے دونوں گال سرخی مائل کالے تھے ۔

بخاری اور مسلم کی ایک حدیث ہے جسے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہم عورتیں چادر اوڑھ کر فجر کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد نبوی میں باجماعت ادا کرتے ۔ پھر نماز سے فراغت کے بعد اپنے گھروں کو واپس آ جاتے تاریکی کی وجہ سے ہمیں کوئی پہچان نہیں پاتا تھا ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر تاریکی نہ ہوتی تو انھیں پہچان لیا جاتا اور معلوم ہو جاتا کہ کون کون سی عورتیں ہیں ۔ اور ظاہر ہے کہ کسی عورت کو اسی وقت پہچانا جا سکتا ہے جب کہ اس کا چہرہ کھلا ہوا ہو ۔

یہ تمام حدیثیں ثابت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں اپنا چہرہ کھلا رکھتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی انھیں چہرہ چھپانے کا حکم نہیں دیا اور نہ چہرہ کھلا رکھنے پر کبھی ان کی سرزنش کی ۔

(6) صرف یہی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چہرے پر نقاب لگانے کا رواج نہیں تھا بلکہ چہرے پر نقاب لگانے والیوں کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا چنانچہ ابو داؤد کی روایت ہے جس کے راوی حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شماس ہیں کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی ۔ اس کے چہرے پر نقاب تھا ۔ وہ اپنے مقتول بیٹے کے بارے میں دریافت کرنے آئی تھی ۔ ایک صحابی نے حیرت سے کہا کہ تم چہرے پر نقاب لگا کر اپنے بیٹے کے بارے میں دریافت کرنے آئی ہو؟ اس عورت نے جواب دیا کہ میں نے اپنا بیٹا ضرور کھویا ہے لیکن اپنی شرم نہیں کھوئی ہے ۔ ابو داؤد نے یہ حدیث کتاب الجہاد میں بیان کی ہے ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کو اس کے نقاب لگانے پر تعجب تھے کیوں کہ یہ چیز معاشرے کے رواج سے ہٹی ہوئی تھی۔ اس تعجب کے اظہار پر عورت نے یہ نہیں جواب یا کہ تم لوگ تعجب کیوں کرتے ہو۔ میں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق یہ نقاب لگایا ہے بلکہ اس نے یہ جواب دیا کہ شرم وحیا کی وجہ سے اس نے چہرہ پر نقاب ڈال لیا ہے۔ اگر نقاب لگانا اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کبھی اس کے نقاب لگانے پر نہ تعجب کرتے اور نہ اس عورت سے ایسا سوال کرتے۔

(7) اگر غور کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ لوگوں کے ساتھ معاملات کرتے وقت عورت کی اپنی شخصیت جانی پہچانی رہے خرید و فروخت اور دوسرے لین دین کے معاملات میں یہ ضروری ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ اس کا معاملہ ہو رہا ہو انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ عورت کون ہے۔ اسی لیے تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ عدالت میں گواہی کے موقع پر عورت کا چہرہ کھلا رہنا ضروری ہے تاکہ لوگ جان سکیں کہ گواہی دینے والی عورت کون ہے؟

ان لوگوں کے دلائل جو چہرہ پر نقاب ڈالنے کو لازمی قرار دیتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تلاش بسار کے باوجود چہرے پر نقاب ڈالنے کو لازمی قرار دینے کے لیے مجھے قرآن وحدیث سے کوئی ایسی دلیل نہ مل سکی جسے صریح اور دوٹوک کہی جاسکے۔ اور یہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ ان علماء کی تعداد نہایت کم ہے جو چہرے پر نقاب کو لازمی قرار دیتے ہیں یہ علماء اپنی رائے کے حق میں جو دلیلیں پش کرتے ہیں ان کا بیان حسب ذیل ہے:

يَأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِأَزوٰجِكَ وَبَناتِكَ وَنِساءِ المُؤمِنينَ يُدنينَ عَلَيهِنَّ مِن جَلٰبيبِهِنَّ ذٰلِكَ أَدنىٰ أَن يُعرَفنَ فَلا يُؤذَينَ وَكانَ اللَّهُ غَفورًا رَحيمًا ۵۹ ... سورة الأحزاب

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔''

اس آیت میں "جلابیب" کی تشریح کرتے ہوئے یہ علماء فرماتے ہیں کہ جلابیب اسے کہتے ہیں جس سے پورا بدن حتیٰ کہ ہاتھ اور چہرہ بھی ڈھک جائے اور صرف آنکھ کھلی ہو۔

لیکن جلابیب کی یہ تشریح خود ان کی اپنی تشریح ہے۔ قرآن وسنت میں کہیں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ چہرے پر نقاب ڈالنا ضروری ہے۔

(2) سورہ نور آیت: وَلا يُبدينَ زينَتَهُنَّ إِلّا ما ظَهَرَ مِنها میں إِلّا ما ظَهَرَ مِنها کی تفسیر کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عورت کا اوپری کپڑا ہے۔ عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔ سوائے اس کے جو خود بہ خود ظاہر ہو جاتا ہے یعنی ان کا اوپری لباس کیوں کہ اسے چھپانا ممکن نہیں ہے۔

لیکن ان کی یہ تفسیر کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتی ہے کیوں کہ سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ " إِلّا ما ظَهَرَ مِنها " کا اضافہ کرکے اللہ تعالیٰ نے پردے کے حکم میں کچھ تخفیف اور آسانی عطا کرنی چاہی ہے۔ اب اگر اس سے مرد عورت کا اوپری کپڑا مراد لیا جائے تو اس میں عورتوں کے لیے کوئی آسانی نہ ہوئی اور یہ بات اللہ کے منشاء کے خلاف ہے۔ اور میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اور علمائے کرام کی اکثریت " إِلّا ما ظَهَرَ مِنها " سے چہرہ اور ہاتھ مراد لیتی ہے۔

(3) سورہ احزاب کی آیت:

وَإِذا سَأَلتُموهُنَّ مَتٰعًا فَسـَٔلوهُنَّ مِن وَراءِ حِجابٍ ۵۳ ... سورة الأحزاب

''اور جب ان سے کوئی شے مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو''

کی تفسیر کرتے ہوئے یہ علماء فرماتے ہیں کہ پردے کی اوٹ میں رہ کر مانگنے کا مقصد اور منشا یہ ہے کہ عورت کا مکمل جسم حتیٰ کہ چہرہ اور ہاتھ بھی نہ نظر آئے۔

یہ دلیل اس لیے مناسب نہیں ہے کہ یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لیے خاص تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس پورے سیاق وسباق کی ابتدا یوں کی ہے :

يٰنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم !کی بیویو! تم کسی عام عورت کی طرح نہیں ہو''

تمھارا رتبہ اور مقام عام عورتوں کی طرح نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خاص مقام کی وجہ سے ان کے لیے کچھ خاص احکام تھے مثلاً یہ کہ وہ اپنا زیادہ وقت گھر پر گزاریں انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دوسری شادی کی اجازت نہیں تھی۔ انھیں مسلمانوں کی ماؤں کا درجہ عطا کیا گیا ان ہی خاص احکام میں سے ایک خاص حکم یہ ہے کہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے کچھ مانگو تو پردے کی اوٹ میں رہ کر مانگو۔

(4)بخاری شریف کی حدیث ہے :

"وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ"

''احرام کی حالت میں عورت نہ نقاب لگائے گی اور نہ دستانے پہنے گی۔''

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اس زمانے میں عورتیں چہرہ نقاب اور ہاتھوں میں دستانے استعمال کرتی تھیں اور احرام کی حالت میں ان کے استعمال سے روک دیا گیا۔

لیکن اس حدیث کو بہ طور دلیل پیش کرنا مناسب نہیں ہے کیوں کہ اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ اس زمانے میں عورتیں چہرے پر نقاب اور ہاتھوں میں دستانے پہنتی تھیں پھر بھی اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی بات نہیں کہی ہے کہ عورتوں کے لیے ان دونوں کا استعمال ضروری اور لازمی ہے۔

(5)ترمذی کی حدیث ہے :

"المراَة كلها عورة"

''عورت مکمل ستر ہے''

اس حدیث سے علماء یہ مفہوم اخذ کرتے ہیں کہ چونکہ عورت کا مکمل جسم ستر میں داخل ہے اس لیے چہرہ اور ہاتھ سمیت مکمل جسم کو ڈھکنا لازمی ہے۔ حالانکہ حدیث کا یہ مفہوم ہر گز نہیں ہے۔ اس حدیث کا یہ منشا نہیں ہے کہ عورت کا مکمل جسم ستر ہے اس لیے اسے مکمل طور پر چھپانا ضروری ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کا جسم اپنی ساخت اور بناوٹ کے لحاظ سے سرتاپا کشش ہوتا ہے۔ اس حدیث میں عورت کے پورے جسم کو" عورت "کہا گیا ہے۔ عورت (ستر) کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ اسے چھپانا ضروری ہے ورنہ احرام کی حالت میں عورتوں کو چہرہ کھلا رکھنے کا حکم نہیں دیا جاتا کیوں کہ جو ستر ہوتی ہے اسے کسی بھی حالت میں کھولنا جائز نہیں ہے۔

(8)چہرے پر نقاب ڈالنے کو لازمی قرار دینے کے لیے یہ علماء حضرات جس بات کو کثرت کے ساتھ بہ طور دلیل پیش کرتے ہیں وہ یہ کہ عورت کا سارا حسن اور ساری کشش اس کے چہرے میں ہوتی ہے چہرہ کھلا رہے تو باعث فتنہ ہوتا ہے۔ اس فتنہ کی روک تھام کے لیے ضروری ہے کہ چہرہ ڈھکا رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس فتنہ کے وہم اور خوف کی وجہ سے سخت گیر قسم کے علماء نے معاشرے میں بہت ساری ایسی چیزوں کو ناجائز قرار دیا ہے جو اصلاً جائز اور حلال ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی حد درجہ رحمت کی بنا پر ان چیزوں کو حلال قرار دیا ہے اور ان کا حلال ہونا قرآن وحدیث سے ثابت بھی ہے لیکن بعض فتنہ پھیلنے کے خوف سے اور احتیاط کے نام پر بعض علماء کرام نے ان حلال چیزوں پر پابندی لگادی ہے۔ مثال کے طور پر علماء نے فتنے کے خوف سے عورتوں کو مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کرنے سے منع کر دیا حالانکہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کا حکم ہے کہ :

"لاتمنعوااِماءَ اللہِ مَساجِدَاللہِ"

''اللہ کی بندیوں کواللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو''

اس کے باوجودان علماء نے محض خیالی فتنہ کے ڈرسے انھیں مسجد جانے سے روک دیا۔اس کا نتیجہ یہ ہواکہ ہماری عورتیں نمازسے دور ہونے لگیں۔ان ہی علماء نے فتنہ کے خوف سے عورتوں کواسکول اورکالج جانے اور تعلیم حاصل کرنے سے منع کر دیا تھاجس کا نتیجہ یہ ہواکہ ہماری عورتیں جاہل اورناکارہ ہوگئیں۔اب ان علماء کوہوش آیا ہے تو انھوں نے عورتوں کواسکول اورکالج جانے کی اجازت دے دی۔اگرپہلے ہی عورتوں پر تعلیم کا دروازہ نہ بند کردیاگیاہوتا تواتنی کثرت سے ہماری عورتیں جاہل اورغیر مفید بخش نہ رہتیں۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فتنے کی روک تھام ضروری ہے۔لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فتنے کی روک تھام ضروری ہے۔لیکن ان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فتنے کی روک تھام کی وجہ سے جائزباتیں ناجائزکردی جائیں۔فتنے کی روک تھام کےلیے اللہ کے وہ احکام اوراسلامی آداب کافی ہیں جن کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے۔اپنی طرف سے مزیداور نئی نئی بندشیں لگانا اللہ کی مرضی ومنشا کے خلاف بھی ہے اورہمارے معاشرے کےلیے مہلک اور نقصان دہ بھی۔

یہ ہیں وہ دلائل جنھیں نقاب کولازمی قراردینے والے علماء پیش کرتے ہیں اورآپ نے دیکھاکہ ان میں سے کوئی بھی دلیل اتنی مضبوط اوراتنی واضح نہیں ہے کہ اس کی بنیادپر نقاب کو واجب قراردیا جاسکے۔فقہ اصول ہے کسی چیز کوواجب قراردینے کےلیے قرآن وسنت کی واضح اور صریح دلیل ضروری ہے۔ان کے مقابلہ میں ان علماء کے دلائل زیادہ مضبوط اور واضح ہیں جونقاب کولازمی نہیں قراردیتے۔جیساکہ میں بیان کرچکاہوں اس لیے میراا پنا موقف بھی وہی ہے جوجمہورعلماء کا ہے۔وہ یہ کہ چہرے پر نقاب ڈالنا ضروری اورواجب نہیں ہے۔اپنے اس موقف کی تائیدمیں میں مزیددلائل پش کرتا ہوں۔

(1)کسی امرکواس وقت تک واجب العمل نہیں قراردیا جاسکتاجب تک اس کے حق میں قرآن یاحدیث کی واضح اورصریح دلیل نہ ہو۔محض شک کی بنیادپریااندیشے اوراحتیاط کے نام پرکسی شے کونہ توواجب قراردیا جاسکتا ہے اورنہ کسی حلال چیزکوحرام قرار دیا جاسکتا ہے فقہ کا اصول ہے کہ واجب صرف وہی چیزیں ہیں جنھیں اللہ اوراس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب کیا ہے اورحرام وہی چیزیں ہیں جنھیں اللہ اوراس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قراردیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف کسی چیزکوواجب یا حرام قراردینے میں عجلت اورجلدبازی سے کام نہیں لیتےتھے۔بلکہ قرآن وسنت سےثابت ہونے کے بعدہی واجب یاحرام قراردیتےتھے۔

اسلامی فقہ کاایک اصول یہ بھی ہے کہ اصلاً تمام چیزیں حلال ہیں سوائے ان چیزوں کے جنھیں اللہ اوراس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قراردیا ہے کسی چیزکے حلال ہونے کےلیے دلیل پش کرنا ضروری نہیں ہے کیوں کہ اصلاً یہ چیز حلال ہے۔بلکہ اس کےلیے دلیل پش کرنا ضروری ہے جہاں تک چہرے پر نقاب لگانے کا مسئلہ ہے اس سلسلے میں قرآن وسنت میں کوئی ایسی واضح دلیل نہیں ہے جواسے واجب قراردے۔محض احتیاط اوراندیشے کی وجہ سے اسے واجب قراردینا یاکسی حلال چیزکوناجائزقراردینا اللہ کی منشا اور اصول فقہ دونوں کے خلاف ہے۔لوگوں نے جب جائزاورحلال کھانوں کواپنے اوپر حرام کرلیا تھا تواللہ نے ان کی اس طرح سرزنش کی تھی۔

قُل ءاللَّهُ أَذِنَ لَكُم أَم عَلَى اللَّهِ تَفتَرونَ ٥٩ ... سورة يونس

''کہوکہ کیااللہ نے تمھیں اس کا حکم دیاہے یاتم اللہ پربہتان تراشی کررہے ہو۔''

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم عورتوں کی شخصیت اوران کے امیج(Image)کوبہتربنانے کےلیے جدوجہد کریں معاشرے میں انھیں ان کا جائزمقام دلائیں اوران کے تعلیمی اورمعاشرتی معیارکوبلند کریں تاکہ ایک طرف عورتیں ہمارے معاشرے کےلیے مفیداورکارآمدبن سکیں۔اوردوسری طرف دشمنان اسلام کواسلام پرکیچڑاچھالنے کا موقع نہ مل سکے۔

(2)پرانے زمانے کے مقابلے میں آج کے ترقی یافتہ دورمیں روزمرہ کی بنیادی ضرورتیں بہت زیادہ بڑھ چکی ہیں اورہماری عورتیں بھی اس بات پر مجبورہیں کہ گھروں سے نکل کراپنی

ضروریات کی تکمیل کریں۔ ایسی حالت میں انھیں نقاب کا پابند کر کے مزید مشقتوں اور زحمتوں میں بتلا کرنا مناسب نہیں ہے اور یہ بات اللہ کی منشا کے بھی خلاف ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین میں زحمت و مشقت نہیں رکھی ہے بلکہ حتی الامکان ہمارے لیے آسانیاں رکھی ہیں۔

اللہ فرماتا ہے :

وَما جَعَلَ عَلَيكُم فِى الدّينِ مِن حَرَجٍ ... ٧٨ سورة الحج

''اور اس دین میں تمھارے لیے کوئی مشقت نہیں رکھی ہے۔''

دوسری جگہ اللہ فرماتا ہے۔

يُريدُ اللَّهُ بِكُمُ اليُسرَ وَلا يُريدُ بِكُمُ العُسرَ ... ١٨٥ سورة البقرة

''اللہ تمھارے لیے آسانی چاہتا ہے۔ تنگی اور پریشانی نہیں چاہتا ہے۔''

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

''إِنِّي بُعِثْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ السَّمْحَةِ" (مسند احمد)

"میں ایسے دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں جو عقیدہ میں پاک اور خالص ہے اور معاملات میں نرم ہے۔''

جو لوگ چہرہ پر نقاب کے سختی سے قائل ہیں اور وقتاً فوقتاً ان پردہ دار خواتین پر تنقید کرتے رہتے ہیں جو چہرے پر نقاب نہیں لگاتی ہیں ان سے میری گزارش ہے کہ وہ ان خواتین پر تنقید کے بجائے ایسی مسلم عورتوں کی اصلاح کی جانب دھیان دیں جو سرے سے پردہ ہی نہیں کرتی ہیں اور نت نئے فیشن کر کے بے حجابانہ گھروں سے باہر وقت گزارتی ہیں۔

آخر میں چند باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

(1) چہرہ اور ہاتھ پیر کھلا رکھنا جائز ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چہرے پر مختلف قسم کے میک اپ کر کے اور ہاتھ پیر ناخنوں کو نیل پالش سے مزین کر کے غیر محرم مردوں کے سامنے جانے کی بھی اجازت ہے اجازت صرف اس بات کی ہے کہ غیر محروں کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کھلا رکھا جا سکتا ہے۔ البتہ اگر بہت ہلکی سی زیبائش کر لی جائے مثلاً آنکھوں میں سرمہ لگا لیا جائے یا ہاتھ کی انگلیوں میں انگوٹھی پہن لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے غرض کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ عورتیں گھر سے باہر نکلتے وقت شرعی لباس میں رہیں شریفانہ انداز اپنائیں اور الٹے سیدھے میک اپ اور فیشن کے ذریعے غیروں کو لبھانے والا انداز نہ اختیار کریں۔

میں اگر یہ کہتا ہوں کہ چہرے پر نقاب لگانا ضروری نہیں ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو عورتیں چہرہ پر نقاب لگانا چاہتی ہیں انھیں میں نقاب لگانے سے منع کر رہا ہوں وہ اگر نقاب لگانا چاہتی ہیں تو شوق سے لگائیں۔ انھیں اس کا پورا حق حاصل ہے۔

چہرے پر نقاب لگانا ضروری نہیں ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مردوں کو اس بات کی اجازت مل گئی کہ وہ عورتوں سے چہروں کو تکا کریں۔ کیوں کہ بہر حال مردوں کو اس بات کا حکم ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اپنی نگاہیں عورتوں پر نہ ڈالیں۔ البتہ عورتوں سے معاملات کے دوران کسی ضرورت کے تحت انھیں دیکھنا ضروری ہو تو ان پر نظر ڈالنے میں کوئی حرج نہیں ہے بہ شرطے کہ یہ نظر شہوت اور ہوس بھری نہ ہو۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

[فتاوی یوسف القرضاوی](#)

عورت اور خاندان، جلد:2، صفحہ:149

محدث فتویٰ